# مغرب میں غیرت مند سیاست دان ہوتے ہیں

تحریر: سہیل احمد لون

گزشتہ برس جب پانامہ کی آف شور کمپنیوں کا چرچا دنیا میں بریکنگ نیوز بنا تو اس وقت میں لندن میٹروپولیٹن یونیورسٹی میں صحافت میں بی اے آنرز کے آخری سال میں تھا۔ براڈ کاسٹ جرنلزم ہمیں سائمن والڈ مین پڑھاتے تھے جو بی۔ بی۔ سی میں ڈائریکٹر بھی ہیں انہوں نے ہمیں پانامہ لیکس پر پروگرام کرنے کا ٹاسک دیا۔ پانامہ لیکس میں اس وقت کے برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کا نام بھی آیا تھا۔ لندن میٹ ٹی وی چینل کے لیے ہم نے اس دن پانامہ پر خصوصی پروگرام بھی کیا۔ ہم نے بین الاقوامی سیاست پر تبصرہ نگاروں سے انٹرویو کرنے کے بعد عام لوگوں کی رائے لینے کے لیے Voxpop بھی کیا۔ ہم نے خاص طور پر ان لوگوں سے رائے لینے کی کوشش کی جو کنزرویٹو پارٹی کے سپورٹرز تھے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ ان کے وزیر اعظم نے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا مگر غیر اخلاقی ضرور ہے جس پر وہ بہت ناراض تھے۔ ڈیوڈ کیمرون کو محض تیس ہزار پاؤنڈز کی وجہ سے پارلیمنٹ میں آ کر صفائی دینا پڑی۔ ڈیوڈ کیمرون دوسری مرتبہ لگاتار وزیر اعظم منتخب ہوئے تھے اور اس مرتبہ ان کے پاس واضح اکثریت بھی تھی اس کے باوجود انکے کسی ممبر آف پارلیمنٹ یا لارڈ نے اپنی سیاسی جماعت کیٹ سر بارہ اور ملک کے وزیر اعظم پر لگے الزام کی صفائی دینے کے لیے ایک بیان بھی دینے کی زحمت نہیں کی۔ پانامہ کا معاملہ ابھی ٹھنڈا ہی ہوا تھا تو ڈیوڈ کیمرون نے انتخابی مہم کے دوران کیے گئے وعدے کے مطابق یورپین یونین میں رہنے یا نکلنے کے لیے ریفرنڈم کروانے کا اعلان کر دیا۔ جس میں عوام کی اکثریت نے یورپین یونین سے جان چھڑانے کا ووٹ دے کر ڈیوڈ کیمرون کی اخلاقی پوزیشن کمزور کر دی۔ کیمرون نے عوام کا فیصلہ تو مان لیا مگر ضمیر کی آواز سن کر اخلاقی تقاضوں کو پورا کیا اور اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ ان کی جگہ وزیر اعظم کا منصب مادام تھریسا مئے نے سنبھال لیا اور یورپین یونین سے نکلنے کے لیے آرٹیکل 50 کو Trigger کرنے کے بعد برطانیہ میں 8 جون کو دوبارہ انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا۔ ڈیوڈ کیمرون کی طرح ان پر بھی عہدہ چھوڑنے کا کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں تھا مگر اخلاقی قدروں کو اپنی کرسی پر قربان نہیں کیا۔

پانامہ لیکس گزشتہ برس اپریل میں آئی تو اس میں میاں نواز شریف سمیت دیگر ممالک کے سربراہان بھی شامل تھے۔ ان میں آئس لینڈ کے وزیر اعظم جناب Sigmundur Davíð Gunnlaugsson کا نام بھی تھا۔ آئس لینڈ کی عوام نے سڑکوں پر آ کر اپنا جمہوری حق استعمال کیا عوامی ردعمل دیکھ کر وزیر اعظم نے فوری استعفیٰ دینے کا اعلان کر دیا۔ اخلاقی قدروں کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف سیاستدان ہی نہیں یہاں کھلاڑیوں کو بھی عروج پر گھر جاتے دیکھا ہے جس میں انگلینڈ کے وکٹ کیپر میٹ پرائر، آل راؤنڈر اینڈریو فلن ٹاف، سابق کپتان اینڈریو سٹراؤس اور بہترین بلے باز جوناتھن ٹراٹ وغیرہ نے یکے بعد دیگرے بین الاقوامی کرکٹ کو خیر باد کہا۔ ہمارے ہاں جب ممبر آف پارلیمنٹ بننے کے لیے ڈگری کی شرط رکھی گئی تو کئی لوگوں نے جعلی ڈگری سے بھی انتخابات جیتا۔ جن کا بھانڈا بعد میں پھوٹ بھی گیا تھا مگر آج بھی وہ جعلی ڈگریوں والے مقدس ایوانوں میں عوام کی تقدیروں کو سیاہ سفید کر رہے ہیں۔ جرمنی کے

سابقہ وزیر دفاع جناب Karl-Theodor zu Guttenberg نے University of Bayreuth سے پی ایچ ڈی کی اصلی ڈگری تو لے لی مگر بعد میں ان کے مقالے میں plagiarism کا انکشاف ہوگیا جس پر ان کی ڈگری کو کینسل کر دیا گیا اس کے بعد وہ اخلاقی طور پر اپنی عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ جاپان کے سابقہ وزیر معاشیات Akira Amari پر جب یہ الزام عائد ہوا کہ انہوں نے رشوت لی ہے تو انہوں نے بھی اخلاقی طور پر فوری مستعفی ہونے کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ جو رقم انہوں نے لوگوں سے ان کے کام میں رعایت دینے کے لیے لی تھی وہ اپنی جیب میں نہیں بلکہ اپنی سیاسی جماعت کے فنڈ میں جمع کروائی تھی۔ منیلا کے سابق وزیر آبپاشی Peter Laviña پر جب بدعنوانی کے الزام لگے تو اس نے بھی فوری استعفیٰ دے کر اپنے آپ کو تفتیش کے لیے پیش کر دیا۔ رومانیہ کے سابق وزیر اعظم Victor Ponta پر بھی کرپشن کے الزام تھے۔ عوام نے ردعمل کے بعد انہوں نے سمجھا کہ وہ ملک کی وزارت عظمی کے منصب کے لیے اب اخلاقی جواز کھو چکے ہیں انہوں نے بھی اپنے عہدے سے استعفیٰ دیکر اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کر دیا۔

دراصل مہذب معاشروں میں جب بچہ سکول داخل کیا جاتا ہے تو اسے کاپی کتاب دیکر تعلیم نہیں دینا شروع کر دی جاتی بلکہ اسے اخلاقی تربیت دی جاتی ہے۔ اسے سوشل ہونا سکھایا جاتا ہے، آداب سکھائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد تعلیم کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ گزشتہ برس سے ہمارے ملک میں پانامہ کا ہنگامہ ہو رہا ہے اگر عمران خان سیاست میں نہ ہوتے تو یہ چند دنوں میں بدعنوانیوں کے کسی گمنام قبرستان میں دفن ہو جاتا تھا۔ ضدی پٹھان بالآخر پانامہ کیس کو عدالت عظمی تک لے آیا۔ عدالت نے قانونی تقاضے پورے کیے اور فریقین کو اپنا اپنا موقف دینے کا بھرپور موقع دیا۔ اس کے بعد فیصلہ سنانے کی باری آئی تو محفوظ کر لیا گیا عمران خان نے تو دھرنے کا عالمی ریکارڈ بنایا تھا عدالت نے فیصلہ محفوظ رکھنے کا عالمی ریکارڈ بنایا۔ جب فیصلہ سنایا تو اسے سن کر یہ محسوس ہوا کہ یہ فیصلہ سنایا نہیں بلکہ مزید لٹکایا گیا ہے۔ جن اداروں کی سرکوبی کی گئی انہیں کو جے آئی ٹی میں شامل کر کرے تفتیش کرنے کا کہہ دیا گیا۔ اگر یہی فیصلہ سنانا تھا تو پچاس دن قبل سنا دیتے تا کہ اب تک جے آئی ٹی اپنا کام کر چکی ہوتی۔ مریم صفدر اور انکے شوہر کیپٹن صفدر کا ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ قطری خط کو تمام ججوں نے یکسر مسترد کر دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بوگس دستاویزات تھیں جن سے عدالت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی اس کے باوجود اس نقطے کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ دو سینئر جج صاحبان نے تو میاں صاحب کو صاف الفاظ میں نا اہل قرار دے دیا ہے اور باقی تین نے ان کی تردید تو نہیں کی اور ابھی تک تائید بھی نہیں کی وہ مزید تفتیش کروانا چاہتے ہیں۔ میاں صاحب عدالت سے کلین چٹ لینے میں ناکام رہے جس کے بعد حزب اختلاف کی جماعتوں نے ان سے استعفے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ عمران خان نے تو پہلے بھی انتخابی دھاندلی میں انکوائری کروانے کے لیے بھی ان سے یہ مطالبہ کیا تھا اب ان کے ساتھ دیگر سیاسی جماعتیں بھی ہیں۔ میاں صاحب لندن شاپنگ کرنے، عید منانے، چھٹیاں گزارنے، اور علاج کروانے تو لندن آتے ہیں رہتے ہیں یہاں سے کم از کم اخلاقیات بھی سیکھ لیتے تو آج اپوزیشن کو یہ کہنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ دولت کمانے سے عزت کمانا زیادہ مشکل کام ہے، دولت بچانا تو آسان ہے مگر عزت بچانا مشکل ترین کام ہے۔ پانامہ کا فیصلہ آنے سے قبل یہ کہا جاتا تھا کہ قانون، جنون، یا پھر نون کا جنازہ نکلے گا۔ مگر فیصلے کے بعد تو صرف اخلاقی قدروں کا جنازہ ہی نکالا گیا ہے۔ اخلاق سنوارنے کے لیے قانون نافذ کرنے والے اداروں کا بہت اہم کردار ہے۔ میاں نواز شریف مبارک بادیں وصول کر رہے ہیں اپنے بھائی

اور بچوں کو گلے لگا رہے ہیں' اُن کے ورکرز ڈھول کی تھاپ پر رقص کرتے اور مٹھایاں بانٹتے دکھائی دے رہے ہیں لیکن وہ یہ بات بھول رہے ہیں کہ سیاست اور جنگ میں پہلی شکست اخلاقی ہوتی ہے جو انہیں ہو چکی۔ اب یہ سارا ڈرامہ اپنے ورکروں کو مایوسی سے بچانے کیلئے کیا جا رہا ہے لیکن آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اب آپ کے پاس ایک ایسی جماعت ہے جس کا سربراہ اپنے خاندان سمیت اقتدار میں رہنے کا جواز کھو چکا ہے اور اگلے 60 دن میں یہ بات عام آدمی بھی سمجھ جائے گا۔ رہی بات الیکشن ہار جیت کی تو اُس کیلئے تھوڑا انتظار کر لیں اگر ابابیلیں نہ آئیں تو آپ کا کعبہء اقتدار نہیں بچتا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

21-04-2017